مولانا قاری سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ

قاری محمد قاسم

یوں تو دارِ فانی میں بہت سی شخصیات آئیں اور اپنا اپنا وقت گزار کر دار البقا کی طرف چل بسیں لیکن بعض اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جو جانے کے بعد بھی دیر تک یاد آتے رہتے ہیں۔ انہیں میں ایک شخصیت مولانا قاری سعید احمد رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ آپ فیصل آباد کے ایک مذہبی گھرانے میں ۲۱ / مارچ ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد قاری نذیر احمد دار العلوم فیصل آباد میں شعبہ حفظ کے استاد تھے۔ ابتدا ہی سے آپ نے قرآن پاک اپنے والد گرامی سے حفظ کرنا شروع کیا، اس کے بعد حضرت قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ سے تجوید وقرأت پڑھنے کے لیے جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور تشریف لائے اور صرف ونحو کے لیے مولانا محمد اشرف شادؒ کے ہاں مان کوٹ (ملتان) تشریف لے گئے۔ پھر درس نظامی کی تکمیل جامعہ مدنیہ کریم پارک میں کی اور خطاطی حضرت سید نفیس الحسینیؒ سے سیکھی۔ دورانِ تعلیم آپ نے مارشل آرٹ (جوڈو کراٹے) بلیک بیلٹ حاصل کی۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ جامعہ مدنیہ کریم پارک میں مؤذن بھی رہے، ۱۹۸۵ء میں جامعہ اشرفیہ کے شعبہ تجوید وقرأت میں ان کا تقرر ہوا۔ تجوید وقرأت میں آپ نے حضرت قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ سے مہارت تامّہ حاصل کی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے آواز بہت خوبصورت عطا فرمائی تھی، آپ نے بے شمار حسنِ قرأت کے مقابلوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ لاہور کی قدیمی دینی درس گاہ جامعہ فتحیہ اچھرہ میں جب تجوید وقرأت کے شعبے کا اجرا ہوا تو جامعہ کے مہتمم جناب حافظ میاں محمد نعمان حفظہ اللہ نے حضرت سے رابطہ کیا اور جامعہ کے لیے وقت مانگا تو میاں صاحب کے خلوص کو دیکھتے ہوئے حضرت نے ظہر تا عصر وقت دینے کی حامی بھر لی۔

۲۰۰۴ء میں حضرت قاری سعید احمد جامعہ فتحیہ کے شعبہ تجوید وقرأت میں تشریف لائے، احقر کا تقرر بھی حضرت کے ساتھ ہوا۔ پہلی ہی ملاقات میں فرمانے لگے کہ میرا مزاج ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنے کا ہے اس لیے آپ مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھیں اور فرمایا کہ آپ کو مجھ سے کوئی بھی شکایت ہو تو مجھے فوراً بتائیں، آپ کے بتانے سے مجھے خوشی ہوگی۔ الحمدللہ تقریباً سات سال ہم ایک ہی درس گاہ میں پڑھاتے رہے لیکن کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو عمدہ اخلاق سے نوازا تھا جو بھی آپ سے ملتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ تجوید وقرأت کے حوالے سے اللہ نے بہت مقبولیت عطا فرمائی۔ آپ تقریباً چھبیس سال جامعہ اشرفیہ اور سات سال جامعہ فتحیہ کے شعبہ تجوید وقرأت میں صدر مُدرس کی حیثیت

سے قرآنِ حکیم کی خدمت کرتے رہے۔ جب آپ جامعہ فتحیہ میں تشریف لائے تو پہلے سال میں ہی پینتیس طلبہ نے تجوید میں داخلہ لیا، پہلے سال سات طلبا نے سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ کے جامعہ میں آنے سے طلبا کا رش بڑھنے لگ گیا، آپ بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتے اور طلبا سے فرماتے کہ جامعہ کے تمام اساتذہ اور کارکنان کا ادب و احترام اپنے اوپر لازم کرلیں۔ عرصہ سات سال میں آپ کے جامعہ کے تمام اساتذہ سے بہت اچھے تعلقات رہے کبھی بھی کسی معاملہ میں کسی سے نوک جھوک نہیں ہوئی۔

حضرت کی تالیفات میں خلاصہ جمال القرآن، اللؤلؤ والمرجان، خلاصہ فوائدِ مکیہ، قرأت سبعہ میں النفحاۃ الرحمانیہ کے علاوہ مقدمۃ الجزری کی شرح زیرِ طبع ہے۔ حضرت پڑھانے کو عبادت سمجھتے تھے۔ آخری ایام بیماری میں جب جامعہ فتحیہ کے ناظمِ اعلیٰ میاں محمد عفان صاحب نے کہا کہ آپ آرام فرمائیں جب طبیعت سنبھل جائے تو پھر تشریف لے آئیں۔ قاری صاحبؒ فرمانے لگے کہ میں نے پڑھانا چھوڑ دیا تو ٹھیک ہونے کی بجائے اور بیمار ہو جاؤں گا، جب میں قرآن پاک کی حدر یا مشق پڑھاتا ہوں تو طبیعت میں سکون سا محسوس ہوتا ہے، قرآن پاک آپ کی طبیعت میں رچ بس گیا تھا۔ حضرت قاری صاحبؒ نے آخری دن بھی بچوں کو اسباق پڑھائے۔ حضرت اپنی دعاؤں میں بھی یہ مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ قرآن پڑھتے پڑھاتے موت آئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض کو خوب پھیلایا، آپ کے فیض یافتہ پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی قرآنِ پاک کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ ۳۰/ اپریل ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ پانچ بج کر تیس منٹ پر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نمازِ جنازہ جامعہ اشرفیہ میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ نے پڑھائی، جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت فرمائی اور جسدِ خاکی کو اچھرہ کے مشہور قبرستان شیر شاہ میں حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے تین بیٹیاں اور بیوہ کے علاوہ سینکڑوں شاگردوں کو چھوڑا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

اک زمانے کو سعید رلاتے ہوئے
وہ جہاں سے گئے مسکراتے ہوئے
سوئے جنت وہ خود بھی رواں ہو گئے
خلق کو راہِ جنت دکھاتے ہوئے

☆☆☆